شاہد حسین رزاقی

تاثرات

موجودہ زمانے میں معاشیات کو اس قدر اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر شعبہ اس سے متاثر ہوا ہے اور ہر جہتی قومی ترقی کے لیے معاشی نظام کی اصلاح و ترقی ایک لازمی اور بنیادی شرط ہے۔ معاشیات کی اس ہمہ گیری اور جدید معاشی نظام میں بینکوں کی اہمیت کے پیش نظر بہت عرصہ سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ بینک کاری جیسے اہم معاشی مسئلہ پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھی غور و فکر کیا جائے تاکہ اس کا کوئی ایسا مناسب اور قابل عمل حل معلوم ہو سکے جو اسلام کے حقیقی مقصد کو بنیادی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے عصر جدید کے معاشی تقاضوں کو پورا کر سکے۔ سود کے مسئلہ میں مسلمان علماء و مفکرین دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک روشن خیال اور دوسرا قدامت پسند۔ روشن خیال طبقہ کا یہ نظریہ ہے کہ قرآن نے ربوا کو حرام قرار دیا ہے جو سود خواری کی وہ ظالمانہ قسم ہے جو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں عرب میں رائج تھی۔ اور اسلام نے معاشی استحصال اور ظلم کے انسداد کے لیے ربوا کو حرام کر دیا۔ لیکن بینک کا سود یا تجارتی سود ربوا سے بالکل مختلف چیز ہے۔ اس میں ظلم کا شائبہ تک نہیں اس لیے تجارتی سود پر ربوا سے متعلق احکام کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری طرف قدامت پسند طبقہ ہر قسم کے سود کو ربوا کی تعریف میں شامل کر کے بینک کاری اور تجارتی سود کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی متبادل تجویز پیش نہیں کرتا جو بینک کاری اور تجارتی سود کی جگہ اختیار کی جا سکے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ موقف کسی طرح بھی تعمیری اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ یہ نقطۂ نظر عملاً اسی وقت کارآمد ہو سکتا ہے جب عصر جدید کے معاشی تقاضے پورے کرنے کے لیے مفید اور قابل عمل متبادل تجاویز بھی پیش کی جائیں۔

اس اہم مسئلہ پر غور و فکر کر کے اس کا کوئی مناسب عملی حل تلاش کرنے کی غرض سے ادارۂ ثقافت اسلامیہ کی جانب سے ایک مجلس مذاکرہ منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اور لاہور کے ممتاز علماء و مفکرین اور علوم اسلامیہ میں دلچسپی رکھنے والے ممتاز افراد کو بینک کاری، تجارتی سود اور بیمہ جیسے اہم معاشی مسائل پر اسلامی احکام کی روشنی میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی۔ زیر بحث مسائل کے بارے میں ایک سوالنامہ بھی مرتب کیا گیا تھا

تاکہ اس موضوع پر مختصر مقالے بھی لکھے جاسکیں۔ یہ سوالنامہ حسب ذیل سوالات پر مشتمل تھا:

۱۔ عرب میں پیغمبر اسلام صلعم کے زمانہ میں قرضہ لینے دینے کی شکل کیا تھی؟

۲۔ لفظ "ربٰو" کے معنی۔

۳۔ "ربٰو" اور "ربح" میں فرق۔

۴۔ ربٰو میں قرض دینے والا شرائط مقرر کرتا ہے اور بنک انٹرسٹ میں قرض لینے والا پیش کرتا ہے۔

۵۔ بیع سلم اور کمرشل انٹرسٹ میں کیا فرق ہے۔ ایک شخص ایک بھینس جو روزانہ دس سیر دودھ دیتی ہے دوسرے کو دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اس کے دودھ میں سے پانچ سیر ہمیں دے دیا کرو۔ یہ جائز ہے تو پھر اس میں اور منافع پر روپیہ قرض دینے میں کیا فرق ہے؟

۶۔ ہم جنس کا تبادلہ ہم جنس سے تفاضل کے ساتھ کیوں ناجائز ہے جب کہ غیر ہم جنس کے ساتھ تفاضل جائز ہے؟

۷۔ تجارت میں طرفین کی رضامندی لازمی ہے یا نہیں؟ بعض کے نزدیک تراضی طرفین کی عدم موجودگی ہی ربٰو کو پیدا کرتی ہے۔ نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا حرمت ربٰو کی یہی بنیاد تھی کہ اس میں ایک پارٹی پر ظلم ہوتا ہے؟ کمرشل انٹرسٹ میں کسی پارٹی پر بھی ظلم نہیں ہوتا۔ اگر یہ درست ہے کہ کسی پارٹی پر ظلم نہیں ہوتا تو بنک انٹرسٹ ربٰو کے تحت کیسے آسکتا ہے؟

۸۔ (ا) صنعتی اداروں کے معمولی حصے۔

(ب) ان کے ترجیحی حصے۔

(ج) بنکوں کا فکسڈ ڈیپازٹ۔

(د) بنکوں سے لیٹر آف کریڈٹ کھولنا۔ اس کے مختلف پہلو۔ اگر لیٹر آف کریڈٹ کی بنا پر تجارت کے لیے قرض لینا ناجائز ہے تو اس کے لیے جائز صورت کیا ہوگی جس سے نظام تجارت میں خلل نہ پڑے!

(ھ) ہاؤس بلڈنگ، فنانس کارپوریشن اور انڈسٹریل فنانس کارپوریشن۔

(و) گورنمنٹ کے قرضے (۱) اپنے ملک سے (۲) غیر ملکوں سے۔ اگر یہ تمام قرضے ناجائز ہیں تو پھر گورنمنٹ کی مشینری چلانے کے لیے کیا تجاویز ہوسکتی ہیں؟

ماہ فروری و اپریل ۱۹۶۰ء میں اس مذاکرہ کے دو اجلاس ہوئے جن کی صدارت پروفیسر ایم۔ ایم شریف نے کی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، جناب سید یعقوب شاہ، جناب غلام احمد پرویز، پروفیسر منظور حسن عباسی

مولانا محمد جعفر پھلواروی، جناب جسٹس ایس۔ اے رحمٰن، ڈاکٹر انور اقبال قریشی، صاحبزادہ امیر حمزہ شامی، جناب جسٹس محمد شریف، پروفیسر محمود احمد، جناب رئیس احمد جعفری، مولانا محمد حنیف ندوی، اور جناب مرزا احمد علی نے اس مباحثہ میں نمایاں حصہ لیا۔ چند اصحاب نے سوال نامہ کے جواب میں مقالے بھی لکھے تھے۔ ان میں سے پروفیسر عباسی کا مقالہ اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ دیگر اصحاب کے مقالے نیز مباحثہ کی مختصر روداد اور اس سے اخذ کردہ نتائج ثقافت کے آئندہ شماروں میں پیش کیے جائیں گے۔